رضوان بنارسی

عرفان غدیر

کیسے چھپے گا روئے منور غدیر کا
ضامن ہے خود ہی خالق اکبر غدیر کا

کاغذ پہ جیسے لکھی ہوں قرآں کی آیتیں
یوں نقش نام ہے میرے دل پہ غدیر کا

کس میں ہے دم جو روک دے اعلان کبریا
دنیا میں آج جشن ہے گھر گھر غدیر کا

کرتے ہیں جو بھی عظمت مولا سے انحراف
تحریر کر سکیں گے نہ منظر غدیر کا

چودہ صدی کے بعد بھی باقی ہے ہمہمہ
دنیا میں بے مثال ہے منبر غدیر کا

اب دشمن غدیر کی شاید نہیں ہے خیر
انگڑائی لے رہا ہے سمندر غدیر کا

امید اپنے حق میں تھی جن کو بہت قوی
کرتے رہے طواف وہ دن بھر غدیر کا

پیدا نہ انقلاب کوئی فرق کر سکا
اب تک اسی طرح ہے گل تر غدیر کا

جانا جسے ہو جائے وہ یہ بزم چھوڑ کر
ہم تذکرہ کریں گے برابر غدیر کا

اک لاکھ حاجیوں کا ہے مجمع بفضلِ حق
اعلان کر رہے ہیں پیمبر غدیر کا

چودہ صدی گزر گئی اب تک نہ ہوسکا
پیدا جہان میں کوئی ہمسر غدیر کا

دل کھول کے پی لوں گا مگر اتنی شرط ہے
دستِ طلب میں دو میرے ساغر غدیر کا

رضوان خلد کرتا ہے اُٹھ کر اسے سلام
ملتا ہے جب بھی کوئی سخنور غدیر کا